قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۔(۸۸_۱۴_۱۵)

وہ فلاح پا گیا جس نے اپنا تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

آج کے دور میں مسلمانوں کی ذلت کا اصل سبب ذکر الٰہی سے محرومی ہے

خطاب

حضرت امیر اکرم اعوان مدظلہ العالی

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔

سکون واطمینان۔

اس کائنات فانی میں انسان کو جہاں ساری تخلیقات باری پر یا پھر اپنے جیسوں پر غلبہ پانے کی ایک فطری خواہش ہوتی ہے' انسان ان ساری خواہشوں کا مجموعہ ہونے کے بعد ایک عجیب شے کا خواہش مند ہے اور وہ ہے سکون قلب' اطمینان قلب' یہ ایک ایسی خواہش ہے جو اللہ کی مخلوق میں صرف انسان کو پریشان کر رہی ہے' سکون قلب یا اطمینان قلب ایک ایسی عجیب سی چیز ہے جسے آپ بیان نہیں کر سکتے' جسے آپ چھو نہیں سکتے' جسے آپ چکھ نہیں سکتے' ہاں محسوس کر سکتے ہیں کہ میرا دل پرسکون ہے یا نہیں' دل مطمئن ہے یا نہیں' کیا میں ہر وقت پریشان ہی رہتا ہوں! کیا پریشانیاں ہی میرا نصیب ہیں' میرا مقدر ہیں یا کوئی لمحہ سکون واطمینان کا بھی مجھے نصیب ہوتا ہے۔ سکون واطمینان کس چیز میں ہے؟ یہ ساری مخلوق مسافر ہے' راہی ملک عدم ہے۔ ساری مخلوق ایک سفر پر ہے۔ اب مسافر کو اطمینان چاہیے سکون چاہئے، تو اُس کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اُسے منزل کی خبر بھی ہو' راستے سے آشنا بھی ہو اور یہ یقین بھی نصیب ہو کہ میرا ہر قدم منزل کی طرف بڑھ رہا ہے اور منزل ہی میرا مقدر ہے' یا پھر سب سے زیادہ سکون اتب نصیب ہو گا جب وہ منزل پہ پہنچ جائے گا۔

انسان کی منزل کیا ہے؟ درحقیقت انسان اور انسانیت کی منزل وصال باری ہے۔ ساری مخلوق کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا فرمایا۔ زمینی مخلوق ہے یا آسمانی، وہ ستارے ہیں یا سیارے، وہ چاند ہے یا سورج ہوائیں ہیں یا بادل زمین مخلوق ہے یا پانی کی، ساری مخلوق جو کچھ کر رہی ہے اُس کا آخری نتیجہ الٹیمیٹ ریزلٹ انسان کو نفع پہنچانا ہے' کہیں انسان کی غذا بن رہی ہے' کہیں انسان کی دوا بن رہی ہے' موسموں کا آنا جانا' رات اور دن' کام اور آرام' یہ ساری چیزیں انسان کی راحت کے لئے ہیں لیکن خود انسان اللہ کے لئے ہے۔ حدیث قدسی میں آتا

ہے۔

کنت کنز مخفي. میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میری ذات ایک ایسا خزانہ تھی جس کو جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ فاحببت عن عرف o پھر مجھے یہ بات پسند آئی کہ کوئی مجھے جانے' کوئی میرا چاہنے والا ہو' کوئی مجھ پر مر مٹنے کے لئے تیار ہو' کوئی میرا طلبگار ہو۔ فخلقت الخلق. میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا۔ اب جتنی مخلوق پیدا کی درجہ بدرجہ ساری انسان کی خادم بنا کر، انسان کو شرف اس لئے بخشا کہ اس ایک مخلوق کو اپنا حقیقی طالب بنا دیا۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ صرف انسانوں میں اللہ نے نبی اور رسول مبعوث فرمائے نبوت و رسالت نسل آدم علیہ السلام میں ہے دوسری کسی مخلوق کو یہ نعمت نصیب نہیں اور نبوت و رسالت کیا ہے؟ نبوت و رسالت وہ دروازہ ہے جس میں سے دیکھیں تو جمال باری نظر آتا ہے' جس میں سے گزریں تو وصال الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اب ایسے بھی لوگ ملتے ہیں اور اللہ کے بندے جنہوں نے زندگی میں منزل پا لی۔ وصول الٰہی نصیب ہو گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے کسی نے پوچھا کہ مرنے کے بعد کیا کچھ عجیب واقعات پیش آئیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا اگر مجھے اب موت آ جائے تو جو کچھ مرنے کے بعد پیش آئے گا وہ میرے لئے کوئی عجیب نہیں۔ کیوں ایسا فرمایا؟ اس لئے کہ وہ راستے وہ منازل جو ایک عام آدمی آنکھ بند ہونے کے بعد دیکھے گا انہوں نے اسی حیات دنیوی میں دیکھ لئے اُن منازل سے آشنا تھے اُن باتوں سے باخبر تھے سو فرمایا اگر موت بھی آ جائے تو میرے لئے کوئی انوکھی بات نہیں ہوگی کوئی نئی بات نہیں ہوگی وہی کچھ ہوگا جو کچھ میں نے دیکھا ہے جسے میں جانتا ہوں جو میرے علم میں ہے، یہ وہ لوگ ہیں صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے اس حیات فانی میں اپنی منازل کو پالیا' جنہیں آقائے نامدار ﷺ نے واصل باللہ کر دیا۔ وہ تو بڑے عجیب نصیب کے لوگ تھے۔

فضائل مدینہ۔

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ مدینہ منورہ کے بے شمار فضائل لکھتے ہیں اور سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ وہ اقامت گاہ رسول کریم ﷺ ہے۔ ایک اور عجیب بات بھی لکھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک کلیہ ہے کہ آدمی کا وجود جس خمیر سے بنایا جاتا ہے اُس کی اساس یا اُس کی اصل وہاں سے لی جاتی ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے واپس اپنی جگہ پہ آتا ہے جہاں سے اُس کے خمیر کے لئے مادہ لیا گیا تھا۔ تو آگے لکھتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرام اکثر جانثاران رسول عربی ﷺ اکثر اسلام کے مجاہد اور بیشتر وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کے دین سے آشنا کیا، اُن کے مزارات سب سے زیادہ مدینہ منورہ میں ہیں تو فرماتے ہیں یہ بھی ایک فضیلت ہے مدینہ کی کہ اُن سب کے لئے مادہ یا خاک کی چٹکی جو لی گئی وہ شرف بھی مدینہ منورہ کو حاصل ہے کہ یہاں سے لی گئی اس لئے وہ یہاں دفن ہیں۔ وہ تو کوئی عجیب خوش نصیب لوگ تھے جنہیں بنایا ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کے لئے تھا۔ کیسے خوش قسمت لوگ تھے کہ پیدا ہی اس لئے کئے گئے کہ آپ ﷺ کا حق خدمت ادا کریں تو اُن کی مثال تو نہیں مل سکتی لیکن جو بیج انہوں نے دلوں میں بویا' جس طرح انہیں اطمینان قلب نصیب ہوا' جس طرح انہیں سکون خاطر نصیب ہوا' اسی طرح جو اُن کے پاس پہنچا جسے نور ایمان نصیب ہوا وہ بھی ایک علیحدہ حیثیت اختیار کر گیا اور تابعین کا طبقہ وجود میں آیا۔ یہ سارے وہ لوگ تھے جن کا تزکیہ خود محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

تزکیہ سے انقلاب محمدی۔

یزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمتہ. تزکیہ بھی کیا محمد رسول اللہ ﷺ نے اور کتاب اور دانش کی تعلیم بھی محمد رسول اللہ ﷺ نے دی، کیا عجیب مکتب تھا کہ ایک کچی سی مسجد میں خاک نشینوں کو وہ تعلیم وہ تربیت ملی کہ معاملات دنیا سے لیکر سیاسیات تک، عوامی حقوق سے لیکر حکمرانی تک اور ابتدا سے انتہا تک کی تعلیمات تک اُس مکتب، اُسی مدرسے، اُسی کالج اُسی یونیورسٹی میں ساری تعلیم پا گئے۔ اگر سپاہی مسجد نبوی ﷺ سے بن کر نکلے، تو جرنیل بھی اُس مسجد

سے بن کر نکلے۔ اگر غلام اور چوکیدار اور خادم اُس مسجد سے تربیت پا کر آئے تو دنیا کے حکمران اور بڑے بڑے سلاطین بھی وہیں سے نکلے جنہوں نے روئے زمین کو تہذیب سے آشنا کیا، جو روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کو ایک ایسی نئی تہذیب سے آشنا کر گئے جس کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا' بے شمار تہذیبیں تھیں روما کی الگ تھی قیصر کی الگ تھیں کسریٰ کی الگ تھی ہر براعظم میں ایک الگ طبقہ تھا پھر آگے تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے بے شمار رواجات بے شمار رسومات بے شمار کام تہذیبوں کے نام پر رائج تھے اور ہر ایک قبیلے کی ایک الگ تہذیب تھی۔ کیسے عجیب لوگ تھے کہ تمام کو مٹا کر ایک ایسی تہذیب سے آشنا کر دیا کہ نسل آدم علیہ السلام کو پھر بھائی بھائی کر دیا، جاہلوں کو فاضل بنا دیا' چوروں اور ڈاکوؤں کو عادل بنا دیا' غیر مہذب لوگوں کو تہذیب آشنا کر دیا اور روئے زمین پھر ایک بار امن کا گہوارہ بنی' سکون کا گہوارہ بنی اور ہر شخص اپنی پسند کے مطابق زندگی جینے کا حق پا گیا۔ کیسے عجیب لوگ تھے کہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا انہوں نے تو کیا عجیب بات تو یہ ہے کہ جنہوں نے ایمان قبول نہیں کیا اُن کے بھی انسانی حقوق بحال کر دیئے گئے اور وہ بھی ایک آزاد انسان کی طرح زندہ رہنے کی سعادت پا گیا۔ اب ایمان قبول نہیں کیا اس کا جواب اللہ کو دیں گے لیکن دنیوی زندگی میں انہیں بھی انصاف نصیب ہوا اور یہ صرف میری بات نہیں یہ حق ہے کوئی تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ غیر مسلم کو بھی کبھی انصاف اور عدل نصیب ہوا تو اسلام کے زیر نگیں آ کر نصیب ہوا کافر کافر کے ساتھ بھی عدل نہیں کر سکا' اس لئے کہ کافر عادل ہو سکتا ہی نہیں۔ کفر کی بنیاد غیر عدل پر ہے ظلم پر ہے کفر بجائے خود ایک بہت بڑا ظلم ہے اور جس فلسفے کی بنیاد ہی ظلم پر ہو اُس سے انصاف کو امید کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ یہ اتنا بڑا انقلاب جو انہوں نے بپا کر دیا آخر وہ انسان ہی تھے اور کوئی ایسے انسان بھی نہیں تھے کہ اُس قد کاٹھ کا انسان اب نہ ملتا ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی میری آپ کی طرح کے گوشت پوست کے انسان تھے اسی قد کاٹھ کے لوگ تھے کچھ میری طرح طویل القامت بھی تھے کچھ دوسروں کی طرح چھوٹے قد کے بھی تھے طاقت ور بھی تھے کمزور بھی تھے امیر بھی تھے غریب بھی تھے ہر طبقے

کے لوگ تھے پھر فرق کیا تھا کہ انہوں نے روئے زمین کو انقلاب آشنا کر دیا۔

آج ہم مسلمان ہیں الحمدللہ نمازیں ادا کرتے ہیں روزے رکھتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں حج کرتے ہیں ارکان اسلام پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہم سے ہمارا ایک گھر نہیں سنبھالا جارہا' باپ سے بیٹے کی سرا لگ ہے' بیٹیاں الگ سوچتی ہیں' بیوی الگ سوچتی ہے اور میاں کی سوچ الگ ہے' ایک خاندان میں ایک گھر میں چار پانچ افراد ہیں اور چار پانچ افراد جو ہیں وہ ایک سوچ پہ متفق نہیں ہوتے' ان لوگوں نے کیا جادو کر دیا کہ روئے زمین کے انسانوں کو ایک سوچ پہ متفق کر دیا؟ کیا وہ ہم سے کوئی زائد نماز پڑھتے تھے؟ کیا وہ اُن کے پاس کوئی الگ قرآن تھا یا اُن کے پاس کوئی الگ وظیفہ تھا یا اُن کا کوئی الگ معمول تھا یا کوئی ایسی بات ہے جو اُن میں تھی اور ہم میں نہیں؟ یہ یقینی بات ہے' یہ طے ہے کہ کوئی ایسی بات ہے جو اُن میں تھی اور ہم میں نہیں ہے کوئی **Missing Link** ہے۔

ارکان اسلام کو دیکھا جائے تو سارے وہی ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے تعلیم فرمائے، وضو سے لیکر نماز تک، روزے سے لیکر زکوۃ تک' حج کے احکام، سفر کے احکام، قیام کے احکام، لین دین کے احکام پوری زندگی کے احکام، پورے کا پورا اسلام وہی ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمایا اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے سیکھا اور پھر آگے تابعین نے تبع تابعین نے علی ہذا آج تک اسلام موروثی آرہا ہے اسلام میں کوئی ایجاد قابل قبول نہیں' کوئی حکم نیا نہیں ہے' کوئی طریقہ عبادت نیا نہیں ہے اور اگر کوئی نیا بنائے تو مردود ہے' مقبول نہیں ہے' وہی سب مقبول ہے جو نبی کریم ﷺ نے اور جس پر اللہ نے مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔

الیوم اکملت لکُم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکُم السلام دینـــاً. آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمتیں اپنا انعام تم پر تمام کر دیا اور اسلام کے دین ہونے پر میں خوش ہوا راضی ہوا۔ میری منشا یہ ہے۔

ایک بات اور بھی تھی اُن میں نگاہ مصطفوی ﷺ نے اُن کا تزکیہ اس طرح سے کیا کہ **ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللّٰہ.** کھال سے لیکر نہاں خانہ دل تک ہر قطرہ خون' ہر رگ وریشہ' ہر ہڈی' بال بال ذاکر ہو گیا تھا' اُن کا وجود ہی نہیں وجود کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ **ثم تسلین جلودھم وّقلوبھم.** جلد سے لیکر نہاں خانہ دل تک اللہ کا ذکر کرتا اور جب تک ذکر الٰہی کا اہتمام مسلمانوں میں رکن دین کی طرح قائم رہا مسلمان غالب رہے صحابہ کرام کے بعد زمانے بدلے اسلامی سلطنت کے حصے بخرے ہوئے درمیان کافر سلطنتیں وجود میں آئیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اللہ کا کوئی ایک بندہ جس کا قلب ذاکر تھا جس کا وجود ذاکر تھا کسی غیر اسلامی ریاست میں پہنچا اُس ایک بندے کی برکت سے کچھ عرصے میں وہ ریاست اسلامی ہو گئی۔

معاشرے میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ۔

آپ دور کیوں جاتے ہیں برصغیر کی تاریخ اٹھا لیجئے جب جب بھی مثبت انقلاب آیا کسی نہ کسی صاحب حال' کسی نہ کسی صوفی' کسی نہ کسی ذاکر' کی وجہ سے آیا' ایسا کوئی بندہ جس کا انگ انگ ذاکر تھا' جس کا گوشت پوست ذاکر تھا' جس کا دل ذاکر تھا' جس کا دماغ ذاکر تھا' جس کی ہر سوچ میں اللہ کی یاد بستی تھی' ایسے ہی کسی بندے سے انقلاب آیا۔ حضرت معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اجمیر میں وارد ہوئے یہ توکل کی تاریخ ہے بھئی بچے بھی جانتے ہیں اجمیر میں وارد ہوئے تو اکیلا معین الدین رحمتہ اللہ مسلمان تھا' پوری ریاست اجمیر میں ہندو ریاست تھی اور ایک بندہ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ مسلمان تھا اور جس وقت آپ اجمیر میں وارد ہوئے اور اجمیر کو اجمیر شریف بنانے والے کی عمر نوے برس تھی۔ نوے برس کی عمر کا بندہ اجمیر میں وارد ہوا۔ تیس برس قیام فرمایا ایک سوبیس برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ اجمیر' اجمیر تھا اور اُس میں ایک بندہ مسلمان وارد ہوا۔ معین الدین رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ اور جب اُن کا وصال ہوا تو ایک لاکھ بیس ہزار افراد اُن کے جنازے میں تھے اجمیر' اجمیر سے اجمیر شریف بن چکا تھا۔ کسی بادشاہ' کسی لشکر' کسی فوج سے ریاست کی سرحدیں تو تبدیل ہوتی رہیں لیکن دلوں میں سوچ میں فکر میں تبدیلی کوئی۔

سلطان کوئی شہنشاہ کوئی فوج کوئی لشکر نہ لا سکا۔ میں اُن لشکروں کی بات نہیں کر رہا جن کا ہر سپاہی ذاکر ہوتا تھا میں اُن سپاہیوں کی بات نہیں کر رہا جن کے بارے رستم کو کہا گیا تھا کہ تیرے سپاہی شام کے بعد شراب کے خم لنڈھا کر بے ہوش ہو جاتے ہیں اور یہ جو تیرے مقابلے پر ہیں یہ سارا دن گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار بازی کرتے ہیں اور ساری رات جائے نماز پر کھڑے ہو کر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے ہیں یہ نہ تھکنے والی قوم تجھ سے شکست نہیں کھائے گی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو چٹھی لکھی تھی اُس میں لکھا تھا **انا معی قوم یحبون الموت کما یحبون الفاس الغم ٥** میرے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہیں تیرے سپاہی جتنا شراب پر ٹوٹتے ہیں اُس سے زیادہ موت منظور ہے اُس سے زیادہ موت کے عاشق ہیں جس طرح تیری سپاہ شراب پر عاشق ہے اُس سے زیادہ میرے سپاہی موت پر۔ کیوں مرنا چاہتے ہیں کیا زندگی سے اکتا چکے ہیں؟ نہیں' زندگی کا مقصد سامنے ہے' زندگی کس لئے ہے؟ وصول حق کے لئے اور اُن کے اور جمال حق کے درمیان اب زندگی حائل ہے، مسلمان مجاہدوں کا عالم یہ تھا کہ اُن کے اور وصول حق کے درمیان زندگی پردہ تھا' ہر ہر بندہ یہ چاہتا تھا کہ میرا دم نکلے کہ میں اللہ کے حضور کھڑا ہوں۔ موت کی آرزو زندگی سے تھک کر نہیں کر رہے تھے' گھر سے بھاگ کر نہیں کر رہے تھے' کاروبار دنیا سے گھبرا کر نہیں کر رہے تھے بلکہ موت اس لئے چاہتے تھے کہ اُس منزل پہ کھڑے تھے کہ جمال باری کے درمیان اور اُن کے درمیان زندگی کا وقفہ تھا' وہ چاہتے تھے کہ یہ زندگی بھی اُس کی راہ میں لٹ جائے اور ہم اللہ کے حضور ہوں۔ اس لئے کہ اُن کے قلوب ذاکر تھے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا معمولات اور طریقہ کار کسی نے حبیبہ حبیب کبریا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے پوچھا کہ اماں فرمائیے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا دن کیسے بیتا تھا؟ راتیں کیسے بسر ہوتی تھیں؟ اخلاق کریمانہ کیا تھے؟ آپ ﷺ کس طرح سے پیش

آتے تھے؟ کیا ہوتا تھا؟ آپؓ نے بڑا مختصر اور انتہائی جامع اور عین حق' چھوٹا سا جواب دیا۔ فرمایا
کان خلقهُ القرآن۔ قرآن پڑھتے جاؤ جو قرآن کرنے کو کہتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کرتے تھے جس سے روکتا ہے وہ حضور ﷺ نہیں کرتے تھے۔ قرآن پڑھتے جاؤ تمہیں محمد رسول
اللہ ﷺ کی طرز حیات کا پتہ چلتا جائے گا اور قرآن میں سب سے زیادہ دفعہ جس کام کا حکم ہے وہ
ہے اللہ کا ذکر!

نماز کا حکم ہے لیکن نماز کا طریقہ متعین ہے' نماز کے اوقات متعین ہیں' نماز کی تعداد متعین
ہے' روزوں کا حکم ہے لیکن روزوں کا وقت متعین ہے' روزوں کی تعداد متعین ہے' طریقہ کار متعین
ہے زکوٰۃ کا حکم ہے اُس کی تعداد متعین ہے' اوقات متعین ہیں' حج کا حکم ہے اُس کی شرائط متعین
ہے' طریقہ کار متعین ہے' دن مخصوص ہیں' ذکر کا حکم کیسے ہے؟

ذکر کرنے کا قرآنی حکم۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنودھم۔ کوئی قید نہیں ہے کھڑے
ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' بیٹھے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' لیٹے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں' کوئی دم اللہ کے
نام کے بغیر نہیں جاتا' کسی حال میں ہوں' ہمارے آج کے علماء نے تعبیر کی کہ ذکر سے مراد نماز
ہی ہے' روزہ ہے' عبادات ہیں، درست۔ ساری عبادات ذکر الٰہی ہیں شریعت کے ہر حکم پہ عمل
کرنے میں اللہ کی یاد موجود ہے اور یہ عملی ذکر ہے شریعت کے کس حکم پہ عمل کرنا یہ بھی ذکر ہے
لیکن کیا یہی مقصود ہے' نہیں' زبان سے اللہ اللہ کرنا' تلاوت کرنا' تسبیحات پڑھنا' زبانی ذکر ہے
لیکن کیا یہی مقصود ہے! نہیں' مقصود اس سے آگے ہے اسلئے کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں فرمایا۔
فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغو من فضل اللہ۔ نماز ختم ہو
گئی جاؤ زمین پہ پھیل جاؤ اپنا کاروبار کرو اپنی روزی تلاش کرو لیکن ایک بات یاد رکھو۔
واذکروا اللہ کثیراً o ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ اس کا مطلب ہے کہ نماز ادا کرنے سے ذکر
کے حکم کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ نماز بھی ذکر الٰہی ہے لیکن نماز ختم ہوگئی دوسری کا وقت پھر آئے گا'

ذکر ختم نہیں ہوا، درمیان میں ذکر کرتے رہو۔ اعمال میں افضل ترین عمل جہاد ہے وہ مجاہد جن کے گھوڑوں کے سموں سے اڑنے والی چنگاریوں کی قسمیں کھائی ہیں رب نے' وہ مجاہد جن کا ایک قطرہ خون دنیا و مافیھا سے اللہ کو زیادہ عزیز ہے' وہ مجاہد جنہوں نے موت کو شکست دے دی اور مر کر حیات پا گئے یہ کیسی عجیب بات ہے اُن کو بھی حکم ہو رہا ہے۔

اذا لقیتم فئتہ فاثبتوا. مخالف سے مقابلہ آ جائے' جم جاؤ' لوہے کی دیوار بن جاؤ' سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ' فاثبتوا۔ جم کر لڑو' واذکروا اللہ کثیراً لیکن اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو' گردنیں کٹ رہی ہیں' سینے پھٹ رہے ہیں' وجود کے پرخچے اڑ رہے ہیں' تلوار بازی ہو رہی ہے' تیر کمان چلائے جا رہے ہیں' توپیں چل رہی ہیں' آسمانوں سے جہاز آگ برسا رہے ہیں' جہاد کر رہے ہو لیکن فرمایا۔ واذکروا اللّٰہ کثیراً اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ دو نبیوں کو بھیجا جا رہا ہے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام دو بھائی دونوں نبی' دونوں کو بھیجا جا رہا ہے فرعون کے پاس جاؤ۔ کیسا کریم ہے اللہ! موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی بارالہا وہ تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے میری تلاش میں ہے' فرمایا ۔انی معکما اسمع واریٰ. میں تم دونوں کے ساتھ ہوں تم دونوں اکیلے تو نہیں ہو' تیسرا میں تمہارے ساتھ ہوں' دیکھ بھی رہا ہوں' سُن بھی رہا ہوں' فرعون کی کیا جرات ہے کہ تمہارا کچھ بگاڑ سکے' فرمایا فقولا لہ قولینا فرعون ہے' بگڑا ہوا ہے متکبر ہے خدائی کا دعویٰ کیے بیٹھا ہے' آپ علیہ والسلام اُس سے بات بڑے مزے اور بڑے نرم لہجے سے کیجئے۔ کل قیامت کو یہ نہ کہے کہ تیرے نبیوں نے دعوت ہی ایسی دی تھی کہ میرا مزاج گرم ہو گیا' میں بگڑ گیا' آپ علیہ السلام بات بڑے پیار سے کیجئے گا اور اُسے کہیے گا کہ اگر تو چاہے تو تجھے ساری کفر کی ظلمت سے نکال کر واصل باللہ کر دوں لیکن ساتھ ایک اور حکم بھی دیا۔ والا تنیا فی ذکری. میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہونے پائے۔ نبی کے وجود سے ذکر نہیں ہوتا' نبی کے بدن کا ہر CELL ذاکر ہوتا ہے' نبی جو جوتا پہنتا ہے اُس کے اجزا ذاکر ہو جاتے ہیں' نبی جو کپڑا پہنتا ہے وہ ذاکر ہو جاتا ہے' نبی جس

زمین پہ قدم رکھتا ہے وہ قیامت تک ذرات ذاکر ہو جاتے ہیں' نبی جہاں آرام فرما ہیں وہ قیامت تک خاک کے اجزاء بھی ذاکر ہیں' نبی جس جانور پہ سواری کرتا ہے اُس کے بدن کا ذرہ ذرہ ذاکر ہو جاتا ہے' نبی کا وجود تو دوسروں کو سونا بنانے والا ہوتا ہے وہ کیسے ذاکر سے غافل ہوتا ہے ذکر رکتا نہیں نبی کا' لیکن جب بات آدمی فرعون جیسے بندے سے کر رہا ہو تو ہوسکتا ہے ذکر کی طرف توجہ کچھ کم ہو جائے اور اُدھر زیادہ ہو جائے فرمایا نہیں ولا تنیا فی ذکری۔ میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہونے پائے' بات فرعون سے کرو' بڑے مزے سے کرو' بڑے سلیقے سے کرو لیکن میرے ذکر کی طرف توجہ کم نہ ہو۔ ولا تنیا فی ذکری.

اب زندگی کا اور ایسا کونسا شعبہ ہے جس کے لئے قرآن حکم دے رہا ہے! اور عجیب بات ہے اب ہم اُس جگہ آ گئے ہیں کہ ہمارے آج کے برائے نام عالم اور مفتی ذکر الٰہی اور یاد الٰہی کے خلاف فتوے دے رہے ہیں!!! ابھی اسی برصغیر کی تاریخ پڑھ لیجئے اور زیادہ دور مت جایئے **60,50** سال پیچھے چلے جایئے پاکستان بننے سے پہلے کا دیکھ لیجئے اُس سے پچاس سال اور پیچھے چلے جایئے تو ایک سو سال پہلے دیکھ لیجئے کسی عالم کی آپ سوانح اٹھا کر پڑھیے اُس کی سوانح میں موجود ہوگا کہ فلاں مدرسے فلاں اُستاد اور فلاں عظیم عالم سے فراغت کی سند پا کر فلاں بزرگ اور فلاں صوفی کی خدمت میں پہنچے اتنا عرصہ قیام فرمایا اور سندھ خلافت لی اور اجازت لی اور خرقہ عطا ہوا۔ ہر عالم مدرسے سے نکل کر کسی خانقاہ کا رُخ کرتا تھا' یہ آج کون سے علما ہمارے پلے پڑ گئے ہیں جو ذکر کو غیر ضروری سمجھتے ہیں! اور ہم سے صرف ایک ذکر نہیں چھوٹا ذکر صرف ذکر نہیں ہے۔ ذکر ہی وہ دوا ہے جو دلوں کو سکون اطمینان بخشتا ہے دل کا سکون کیا ہے؟ دل کا سکون ہے وصول الٰہی جمال الٰہی، اُس کا یقین کہ میں اپنے اللہ کی طرف سے ہی جو میرا ہر قدم بارگاہ الوہیت کی طرف اٹھ رہا ہے اور میں اپنی منزل پر پہنچوں گا۔ انشاء اللہ۔ تو اگر ذکر چھوٹا اطمینان قلب گیا تو یہ نقصان کس چیز کا ہوا؟ یقین وایمان کا' یقین وایمان میں جب دراڑ پڑی تو ایک ایک لقمے کے لئے ہم بندوں کے محتاج ہو گئے' اللہ سے اعتماد اٹھ گیا' زندگی اور موت کے لئے ہم

کافروں سے ڈر گئے کہ یہ کافر چاہے گا تو میں زندہ رہوں گا یہ نہیں چاہے گا تو میں مر جاؤں گا۔ کیا یہ مومن کا ایمان ہے کہ جی ہمارے ملک کی حکومت تو کافروں کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہیں گے حکمران بنا دیں گے جسے چاہیں گے نہیں بنائیں گے' کیا پاکستانیوں کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے یہ میں اپنی طرف سے کہہ رہا ہوں اگر ہے تو کیوں ہے؟ یہ کیسے مسلمان ہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ اقتدار دینا بھی اُسی کا کام ہے اور اقتدار لینا بھی۔

تو شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ تیرہ کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

کون ہوتی ہے غیر مسلم دنیا کسی کو اقتدار دینے اور چھیننے والی' وہ کچھ نہیں کر سکتے! لیکن یہ اُن کے کچھ نہ کرنے کی بات اور اُن کی بے بسی کی بات ہماری سمجھ میں تو آئے!! جب ہم نے کفر کے دامن میں پناہ تلاش کی تو وہاں سے ہمیں کیا ملا؟ ہمارے لاشتے خاک اور خون میں لتھڑ گئے' ہماری آبروئیں لٹ گئیں' ہماری عصمتیں تباہ ہو گئیں' ہمارے گھر نہیں ہمارے ممالک تباہ ہو گئے' اور ہم ہیں کہ پھر اسی امید پر جیے جا رہے ہیں کہ نہیں پھر بھی اچھا پھر بھی کچھ کریں کچھ ہمیں دیں گے یہ کس بات پہ ہے؟ کیوں ہے؟

ذکر نہ کرنے کی سزا۔

ایک ذکر کے چھوٹنے سے زندگی کے سارے مزے چھوٹ گئے ہیں عزت و آبرو کا دامن چھوٹ گیا ہے' تحفظ و حفاظت کا دامن چھوٹ گیا' نمازیں رہ گئیں' رکوع وسجود رہ گئے لیکن اُن میں وہ درد نہ رہا۔

رسم آذاں باقی ہے روح بلالؓ نہ رہی

ایک ذکر کر کے چھوٹنے سے ہم سے کیا کیا چھوٹا! کبھی اس کی فہرست بنا کر دیکھئے گا' میں تو ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں کہ ایک ذکر چھوٹنے سے ہم سے سب کچھ چھوٹ گیا' ہم رسوا ہو گئے ہم کمزور ہو گئے' مادی طاقت کے باوجود دنیا میں آج مادی طاقت آج بھی مسلمان ہیں' دنیا کی

آبادی کم وبیش چھ کھرب ہے چھ سو کروڑ ہے جس میں دو کھرب کے لگ بھگ مسلمان ہیں یعنی دنیا میں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے' دنیا کی کوئی اور قوم ہے جس کی اتنی تعداد ہو دو کھرب؟ چار کھرب میں دنیا کی ایک سو بائیس مشہور اقوام شامل ہیں اور دو کھرب صرف مسلمان ہیں۔ افرادی قوت مسلمانوں کے پاس ہے' زمین کا نقشہ پھیلا کر دیکھیے دنیا کی بہترین بندرگاہیں مسلمانوں کے پاس' دنیا کے زرخیز میدان مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین دریا مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین پھلدار علاقے مسلمانوں کے پاس' دنیا کے بہترین جانور مسلمانوں کے پاس اور دنیا کے بہترین زیرزمین خزانے ہیرے اور جواہرات سے لیکر تیل تک اسی فیصد وسائل زندگی جو ہیں وہ مسلمانوں کے پاس ہیں تو پھر انہیں روئے زمین پر حاکم ہونا چاہیے تھا! لیکن حکومت کے لئے مادی چیزیں بھی کام نہیں دیتیں حکومت کیلئے اصل اساس تائید باری ہے ورنہ آدمی مجرم بن جاتا ہے اور کسی حکومت کے تخت نہیں' جیل میں ہوتا ہے آج ہم میں سے کون ہے جو جیل میں نہیں ہے؟ مسلمان ممالک میں سے کوئی ایک فرد دکھایئے جو جیل میں نہیں ہے؟ جیل میں کیا ہوتا ہے؟ آپ اپنی مرضی سے بات نہیں کر سکتے' اپنی مرضی سے کہیں آجا نہیں سکتے' اپنی مرضی سے کچھ کھا پی نہیں سکتے' جو مل گیا کھالیا جہاں انہوں نے کہا وہیں رہے اور جیل کیا ہوتی ہے!

مجھے غالباً اگر دو سال نہیں ہوئے تو ڈیڑھ سال تو ہو گیا ہوگا میں اس مرکز سے اور اس ادارے سے باہر نہیں گیا اس کے باوجود بھی میرے پاس چٹھی آئی کہ آپ کو دو مہینے سرحد جانے پر پابندی ہے۔ جیل کیا ہوتی ہے؟ جس کو چاہیں جہاں جانے دیں جانے دیں نہ چاہیں وہاں آپ نہیں جا سکتے۔ آپ کو آٹا اس بھاؤ کھانا ہے' صبح اٹھتے ہیں بجلی کا بھاؤ اور ہوتا ہے' کل اٹھتے ہیں کتابیں نصاب کی اور ہوتی ہیں' اگلی صبح ہوتی ہے سکول کی فیس اور ہوتی ہے' اگلی صبح ہوتی ہے تو کوئی اور چیز۔ کسی چیز میں آپ کی پسند کو دخل ہے؟ کون پوچھتا ہے کسی سے کہ تمہیں کیا چاہیے؟ اور جیل کس بلا کا نام ہے! اور یہ صرف پاکستان کی بات میں نہیں کر رہا ہوں پوری مسلم دنیا کا یہی عالم ہے

کوئی آزادی کا سانس اگر لے رہا ہے عام آدمی تو وہ کافروں کے کس ملک میں ہوگا یہ ہم سارے جیل میں کیوں ہیں؟ دو کھرب قیدی اگر قید نہ ہوتے تو کشمیر پہ جو ظلم ہو رہا ہے اُس پہ چیختے' قیدی نہ ہوتے تو جو الجزائر پہ بیتی اُسی پہ چیختے' قیدی نہ ہوتے تو جو بوسنیا پہ قیامت گزری اُس پہ چیختے' جو شیشان میں ہوا اُس پہ چیختے' جو افغانستان پہ قیامت ٹوٹی اُس پہ واویلا کرتے' اور جو کچھ عراق میں ہوا اُس پہ ہم تو آنسو بھی نہیں بہا سکتے کہ کہیں کوئی کوڑا نہ مار دے' تھپڑ نہ مار دے' کوئی افسر ناراض نہ ہو جائے' ہم تو رو بھی نہیں سکتے ہم تو ایسے قیدی ہیں کہ سسکی بھی نہیں بھر سکتے اور کیا چاہتے ہو اور قیدی کس کو کہتے ہیں؟ اور اس کی ایک وجہ ہے ہم سے اللہ کا ذکر چھوٹا' اللہ پر اعتماد میں کمی آئی' ایمان میں کمی آئی اور ہمیں جو اللہ سے لینا تھا وہ ہم کافروں سے لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے' جو اللہ سے لینا تھا وہ ہم چوری ڈاکے سے لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے' اللہ سے رزق لینے کی بجائے جائز وسائل اختیار کرنے کی بجائے چوری کی' رشوت لی' ڈاکے مارے' کیوں؟ مسلمان تو بڑی اونچی بات ہے ہم تو انسان بھی نہیں رہے' ہم سے تو کوئی محفوظ نہیں ہے' ہم اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اگر باہر بندوق بردار نہ کھڑے کئے جائیں تو مسجد میں آرام سے نماز نہیں پڑھی جا سکتی' اس سے زیادہ بھی ذلت کا کوئی اور تصور ہے؟ ریاست بھی اسلامی ہو' ملک بھی اسلامی ہو' مسلمانوں کی اکثریت ہو' حکمران بھی مسلمان' رعیت بھی مسلمان' مسجد بھی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں اور اس سے آگے کیا ذلت ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے دانشوروں کی رائے کیا ہے' میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمارا **Missing Link** ذکر الٰہی ہے جب سے ہم نے چھوڑ دیا ہم زوال کا شکار ہو گئے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ اپنے زمانے میں قطب ارشاد تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے خدام الدین اُن کا رسالہ ہوا کرتا تھا اُس میں اُن کی تقاریر ہوتی تھیں میں نے خدام الدین میں اُن کے الفاظ پڑھے وہ فرماتے تھے او لاہوریو! جن اللہ کے بندوں کو تم حقیر سمجھتے ہو' جنہیں تم ملنا گوارا نہیں کرتے' یہ وہ لوگ ہیں جو شب و روز اللہ اللہ کرتے ہیں تو تمہارا جہان آباد ہے اُن کے طفیل تم

زندگی جی رہے ہو اُن کے طفیل تمہارے محل کھڑے ہیں اُن کے طفیل تمہارے بازار آباد ہیں اگر یہ اللہ اللہ والے اٹھ جائیں تو تم تباہ ہو جاؤ۔

یہ الگ بات ہے ایسے خوش نصیب ضرور رہیں گے اس لئے کہ جس دن کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا وہ دن دنیا کی زندگی کا آخری دن ہوگا نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا حتی لا یقال اللہ اللہ جب کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہے گا قیامت قائم ہو جائے گی۔

تو یہ ذکر الٰہی روح کائنات ہے معترضین کو یہ جاننا چاہئے کہ وہ بھی اس لئے دنیا میں زندہ ہیں کہ جن پر اعتراض کرتے ہیں وہ اللہ اللہ کئے جا رہے ہیں اور جس دن کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہا اُس دن اس دنیا کا بوریا بستر لپیٹ دیا جائے گا لہذا ذکر کے لئے دلائل ڈھونڈنے کی بجائے ذکر کر کے دیکھو۔

بخدا لذت ایں مے نہ شناس تا نہ چشی

اس نشے کی لذت جب تک چکھو گے نہیں تب تک نہیں پا سکتے

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا

جسے ذکر کی لذت کو جاننا ہے ذکر کر کے دیکھے کنارے پہ کھڑے ہو کر تشریحات پوچھ کر اس کی لذت سے آشنائی نہیں ملتی۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

اہمیت قلب

''قرآن حکیم کو ہم جہاں سے بھی کھولیں جب بھی ہدایت بیان فرماتا ہے ہدایت کا بنیادی سبب قلب کی روشنی دل کا نور اور دل کی اصلاح ہی کو قرار دیتا ہے اور گمراہی کا سبب دل کی تاریکی قرار دیتا ہے۔ تلاش نہیں کرنا پڑتا بلکہ کہیں سے کھولیں، ہر جگہ جہاں بھی آپ کو یہ بحث ملے کہ کون سی قوم گمراہ ہوئی اور اس کی گمراہی کے اسباب پر بحث ہوگی کہ قلوب کیوں تاریک ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی کی ہدایت کی تعریف کی گئی ہوگی تو اس کا ہدایت پر قائم رہنے کا بنیادی سبب اس کے قلب کی نورانیت یا اصلاح پر ہوگا اور پھر وہ ذرائع بیان کئے جائیں گے جن سے قلب روشن ہوتا ہے اور یہ کسی ایک دو مقام پر نہیں بلکہ بنیادی نکتہ ہے جس پر قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا دارومدار ہے۔
اسی لئے یہ کام از خود نہیں ہوتا یہ فرائض نبوت میں سے ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کا تزکیہ فرمایا صحابہؓ کی صحبت میں رہ کر تابعین کا تزکیہ ہوا اور جس طرح علم سیکھنے کے لئے آدمی کو استاد کی خدمت میں رہ کر اس کو حاصل کرنا پڑتا ہے اس طرح کسی شیخ کی صحبت میں بیٹھ کر اس کو توجہ باطنی حاصل کرنا پڑتی ہے ان کے ساتھ محنت و مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ ہر چیز کی حیات ہوتی ہے۔ ایک درخت کی جڑ سوکھ جائے تو آپ اسے جتنی زرخیز زمین میں لگا دیں اس میں اس زرخیزی کو جذب کرنے کی استعداد ہی نہیں رہتی۔ اس نے لینا ہی جڑ سے ہے۔ اسی طرح دل سب چیزوں کو وصول کرنے کا راستہ ہے جب بھی مردہ ہو جائے جب یہ بگڑ جائے اس میں قبولیت کی استعداد نہ رہے تو یہ انسان کے بگاڑ کی بنیاد ہوتی ہے۔''

جب دل تباہ ہوتے ہیں تو پھر دل میں از خود اللہ کی تائید یا اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھنے اور سننے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے پھر وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے شیطان کے کانوں سے سنتا ہے اور شیطان ہر برائی انہیں سجا کر پیش کرتا ہے۔''

تصورِ مردِ کامل

''تصوف کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان عملی زندگی سے بے زار ہو کر گوشہ نشین ہو جائے۔ کسی کے ساتھ اس کا تعلق نہ رہے' کسی کے ساتھ اس کی بات نہ رہے' کسی میدان میں وہ کام کرنے کا اہل نہ رہے ہرگز نہیں۔ یہ تصور غیر اسلامی ہے۔

دراصل تصوف، اس قوت کا نام ہے' اس جذبے کا نام ہے جو مردہ تنوں میں حیات نو پیدا کر دے' جو بے عمل کو عمل بنا دے' جو نا اہل کو اہلیت عطا کر دے' جو دل مردہ کو آتش فشاں کا دہانہ بنا کر چھوڑے۔ ہم اس کو صوفی مانیں گے خواہ اس معیار پر ہم بھی فیل ہو جائیں تو ہمارا نام تصوف کے رجسٹر سے کاٹ دینا آسان ہے لیکن تصوف کو بدنام کرنا آسان نہیں۔ یہ بہتر ہے کہ مجھے بدکار کہہ دیا جائے لیکن نیکوکاروں کو بدنام نہ کیا جائے۔ ہمارا تصوف ہرگز رواجی نہیں، جو شخص اپنی نان شبینہ کائنات میں پیدا نہیں کرسکتا وہ کسی طرح بھی کسی تصوف کے دعویٰ کا مستحق نہیں۔ جو شخص عملی زندگی سے پہلوتہی کرتا ہے اسے کبھی، اللہ اللہ، راس نہیں آئے گی۔ مقصد حیات یہ ہے کہ انسان اس گزرگاہ سے گزر جائے صدیوں تک اس کے نقوش کف پا لوگ تلاش کرتے رہیں۔ بندہ وہ ہے جو سراپا انقلاب ہو' جو دلوں کو بدل دے' جو روش زمانہ کو بدل دے' جو لوگوں کو زندگی کے مقاصد سے آشنا کر جائے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں عملی زندگی میں آج کے دور کے کسی جوان کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اگر کسی کو غلط فہمی ہو تو میرے ساتھ کاشت کاری کر کے دیکھ لے' کسی میدان میں مقابلہ کر کے دیکھ لے، میں سائیکل سے لے کر ہوائی جہاز تک چلا سکتا ہوں، اللہ کا احسان ہے مجھ پر' میں اپنی روزی اللہ سے لیتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہوں۔ میں آج بھی کاشت کرتا ہوں اور ہزاروں اللہ کے بندے اسے کھاتے ہیں' مجھے اللہ نے نہ رزق کے لئے کسی کا محتاج کیا ہے نہ عملی زندگی کی جدوجہد کے لئے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ میں نے کسی اللہ والے مرد کامل کا جوتا اٹھائی ہیں۔''

''امیر محمد اکرم اعوان'' (ماخوذ از ''کنز الطالبین'')

نصر من اللہ وفتح قریب

آج کے زمانے میں ہمارے ذہن میں نصر من اللہ وفتح قریب کا جو مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ تم رب رب کرو دعائیں کرو دیگیں پکاؤ، ختم پڑھاؤ، چلے لگاؤ، وظیفے پڑھو مراقبے کرو تہجد پڑھو تو اللہ کی مدد آ پڑے گی اور تمہیں فتح ہو جائے گی، جو کام کرنا چاہتے ہو وہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس نصرت الٰہیہ کو ہم آپ ﷺ کے متعین کردہ مفہوم میں تلاش کریں تو اس آیہ کریمہ میں درس یہ ہے کہ میدان کارزار میں کفر و شرکت کے مقابلے میں ظلم و جور کے مقابلے میں جو وسائل اللہ نے تجھے دیئے ہیں، انہیں تو سر میدان لے جا اور اپنے آپ کو لوگوں پر مسلط کرنے کے لئے نہیں کسی کا مال لوٹنے کے لئے نہیں اپنی شہرت کے لئے نہیں کسی دنیوی مقصد کے لئے نہیں احقاق حق کے لئے ابطال باطل کے لئے ظلم کو مٹانے کے لئے اور کفر و شرک کے سامنے بند باندھنے کے۔ لئے تو اپنے وسائل لے جا، پھر یہ اللہ کے ذمے ہے کہ وہ تیری مدد کرے اور اس بات کی فکر چھوڑ دے کہ تو تنہا ہے، تو تنہا نہیں ہے، تیرے ساتھ اللہ کی مدد ہے اور تیری شکست کا کوئی گمان نہیں آ سکتا۔ اللہ کو زیب نہیں دیتا کہ تو سر میدان شکست کھا جائے، فتح تیرا مقدر ہے، تیرا حصہ ہے اور اگر کہیں شکست ہوئی، ہزیمت ہوئی تو یاد رکھنا یا تو نے وسائل میں کمی کی ہوگی یا تیرے خلوص میں کمی ہوگی، یا تیرے ارادوں میں کہیں کوئی ایسی جھول ہوگی کہ اس پر کامل نصرت الٰہیہ وارد نہیں ہوئی۔

"امیر محمد اکرم اعوان"

ولایت کیا ہے؟

''علوم انبیاء جو اللہ کے نبیوں کے واسطے نصیب ہوتے ہیں ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت راسخ ہوتی جاتی ہے۔ اور عجز و نیاز مندی انسان میں زیادہ در آتی ہے اور یہ دعا لب پہ آتی ہے۔ اے اللہ! ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرما جو صالح ہوں اور تیری رضا کا سبب ہوں۔ وراثت انبیاء کیا ہے؟ کہ انسان میں اللہ جل شانہ کی یاد راسخ ہو جائے' اللہ کا قرب نصیب ہو جائے' اللہ سے تعلق قائم ہو جائے اور اس کے اعمال صالح ہو جائیں' اس کا کردار نکھر آئے اور اس کے اعمال ایسے ہوں جو رضائے الٰہی کا سبب ہوں اسی کو ولایت کہیں گے۔ ولایت کیا ہے؟ کہ کسی انسان کو نبی ﷺ کا پرتو جمال حاصل ہو جائے خواہ وہ غریب ہو' امیر ہو' محکوم ہو' حاکم ہو' جس شخص میں' جس وجود میں پیغمبر ﷺ کی کوئی ادا نظر آئے اسے ہم ولی کہیں گے اور کوئی کتنے عجائبات دکھائے لیکن اس کی عادات' اس کے اخلاق' اس کے اطوار میں حضور ﷺ کی خوشبو نہ ہو تو ولی نہیں ہے۔'' ماخوذ از ''کنز الطالبین''